انسان بڑی ہولناک تباہی اپنے سامنے دیکھ رہا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍جنوری ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:-

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (ھود:۱۱۳)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے، کہ جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے وحی کے ذریعہ سے، اس کے مطابق صبر اور استقلال سے کام لو۔ اسی طرح وہ لوگ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ جنہوں نے اس ہدایت، اس تعلیم کو سُن کر اُسے مانا اور اپنی گندی زیست کو چھوڑ کے تیرے متبع بن گئے۔ تجھے انہوں نے تسلیم کیا اور تَابَ انہوں نے رجوع کیا اس گندی زیست سے اللہ تعالیٰ کی طرف مَعَكَ تیرے ساتھ مل کے۔ یعنی جس طرح خدا تعالیٰ کا حکم سن کے تو نے اپنی زندگی کے دن گزارے تیرے نقشِ قدم پر چل کر انہوں نے بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ توبہ کی۔ وَلَا تَطْغَوْا اور ماننے والوں کو حکم دیا اللہ تعالیٰ نے یہاں کہ گناہوں میں حد سے نہ بڑھ جانا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ خدا تعالیٰ تمہارے اعمال پر نظر رکھتا ہے۔ کوئی چیز اس کی نگاہ سے چھپی نہیں رہتی۔ اگلی آیت میں ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (ھود: ۱۱۴) جو ظالم لوگ ہیں۔ جو اپنی فطرت

کے خلاف، اپنی زندگی کے مقصود کے خلاف جو اسلامی تعلیم کے خلاف، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے خلاف عمل کرتے اور ظلم کرتے ہیں۔ ان کی طرف نہ جھکنا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ھود:۱۱۴) کہ جب انہیں سزا ملے تو تم بھی اس عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤ۔ وَلَا تَطْغَوْا کے معنی جیسا کہ میں نے بتایا اس حکم میں یہ ہیں کہ گناہوں میں حد سے نہ بڑھو۔

اس کے ایک معنی یہ ہیں جو راہ اسلام نے انسان کو دکھائی۔ جس راہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ پا ثبت ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ ہمارے لئے اُسوہ بن گئے۔ اس راہ کے اندر بھی بعض Discretions ہیں یعنی انسان کو انتخاب کا اختیار دیا گیا ضرورت کے مطابق جس کو ہم عملِ صالح کہتے ہیں یعنی انسان کے سامنے اسی راہ میں آگے چلتے ہوئے یہ بات آتی ہے کہ میں اس راہ کے دائیں طرف چلوں یا اس راہ کے بائیں طرف چلوں۔ اگر وہ غلطی کرتا ہے اور دائیں طرف نہیں چلتا۔ راہ وہی ہے۔ صراطِ مستقیم لیکن اس صراطِ مستقیم کے دائیں طرف نہیں چلتا بائیں طرف چلتا ہے۔ راستہ اس نے نہیں چھوڑا لیکن گناہ اس نے کر دیا کیونکہ موقع اور محل تقاضا کرتا تھا کہ وہ دائیں طرف چلے اور اس نے فیصلہ کیا اپنی سمجھ کے مطابق کہ مَیں بائیں طرف چلوں جو غلط فیصلہ تھا اور غلط فیصلوں پر تو ثواب انسان کو نہیں ملتا۔

یہ میں نے مسئلہ بیان کیا ہے۔ میں اب مثال دیتا ہوں اس کی۔ اسلام کہتا ہے اگر کوئی تمہارا گناہگار ہو جائے، تم پر زیادتی کرنے والا ہو تو تمہارے لئے اسلام کی صراط مستقیم میں دو رستے ہیں۔ ایک عفو کر دینے کا اور ایک انتقام لینے کا۔ ہر دو صراط مستقیم ہی ہیں یعنی عفو سے کام لینا موقع اور محل کے مطابق۔ یہ بھی صراط مستقیم پر چلنا ہے۔ موقع اور محل کے مطابق انتقام لینا، عفو نہ کرنا، یہ بھی صراط مستقیم پر چلنا ہے لیکن ایک شخص اپنا فیصلہ کرتا ہے جو اس کو اختیار دیا گیا لیکن غلط کرتا ہے تو گناہگار بن گیا لیکن گناہ میں حد سے نہیں بڑھا۔ وہ جو حدود قائم کر دیں اللہ تعالیٰ نے اس راستہ کی۔ صراطِ مستقیم کی۔ اس کے اندر ہی رہا ہے لیکن گناہ ہو گیا اس سے۔ وہ چیز ہو گئی جو خدا کی نظر میں پسندیدہ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے بہت جگہ فرمایا بڑا رحم کرنے والا ہوں۔ معاف کر دیتا ہوں۔ معاف کر دوں گا۔

جب انسان صراطِ مستقیم پر ہی رہے اور جو اس کو اختیار دیا گیا تھا کہ یہ کر یا وہ کر اس اختیار

میں غلطی کرے تو یہ گناہ کبیرہ نہیں یہ عصیان میں حد سے بڑھنا نہیں۔ اس کا ذکر وَلَا تَطْغَوْا میں نہیں یعنی جو یہ کہا کہ پھر تم خدا تعالیٰ کے عذاب کے نیچے آ جاؤ گے ایسے گناہ اس کے اندر نہیں آتے بلکہ ایسے جو گناہ ہیں وہ انسان کے جو دوسرے اعمال صالحہ ہیں اس کے اندر چھپ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت جو ہے اس سے انسان محروم نہیں ہو جاتا لیکن ایک گناہ وہ ہے کہ اسلام کہتا ہے کہ سچ بول، جب بھی بول سچ بول اور ایک شخص متواتر جھوٹ ہی بولتا چلا جاتا ہے۔ عادت اس کی بن گئی ہے جھوٹ بولنے کی۔ یہ حد سے بڑھنا ہے یعنی اس نے صراط مستقیم کو چھوڑ دیا۔ جو اسلامی تعلیم کی شاہراہ تھی اس کے کبھی دائیں طرف نکل جاتا ہے باہر حدود سے اور کبھی بائیں طرف نکل جاتا ہے۔

تو وَلَا تَطْغَوْا میں جو حکم ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم کے اندر رہتے ہوئے جو تمہیں ہم نے اختیار دیا تھا کہ خود سوچو، غور کرو دعائیں کرو اور ایسے رنگ میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے اور تمہیں بتا دے کہ تم نے دایاں راستہ اختیار کرنا ہے یا بایاں اختیار کرنا ہے۔ اگر تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی، کی بھی تم نے۔ تمہارے اندر کوئی اور کمزوری ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ تو گناہ تو ہو گیا۔ اسلامی تعلیم کے خلاف ہوا کیونکہ اسلامی تعلیم یہ کہتی ہے کہ جہاں عفو کرنا ہے اگر تم عفو کی بجائے انتقام لو گے تو غلطی کرو گے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ سچ بولو اور قول سدید ہو۔ اس میں کوئی ایچ پیچ نہ ہو۔ کوئی کجی نہ ہو۔ یہ تو بالکل واضح حکم ہے لیکن اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ جو سننے والا ہے تم اس کی عقل کے مطابق بات کرو۔ اب ایک شخص ہے وہ کسی کو سمجھا رہا ہے اسلامی تعلیم کسی عیسائی کو لیکن عقل کے مطابق بات کرنے کا جو حکم تھا اس کے مطابق اس کا فیصلہ نہیں، تو یہ گناہ تو ہے لیکن بات وہ سچی کر رہا ہے لیکن اس کی سمجھ کے مطابق، اس کی عقل کے مطابق نہیں کر رہا۔ یہ غلطی کر رہا ہے۔ یہ وَلَا تَطْغَوْا والا جو حکم ہے کہ عصیان میں، گناہ میں حد سے نہ بڑھو۔ یہ اس کے نیچے نہیں آتا اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

اور بڑی ایک ہدایت اور راہنمائی کی یہ بات ہمیں بتائی کہ جو ظاہر طور پر بغیر کسی شک وشبہ کے ظلم کرنے والی اور ظلم میں حد سے بڑھنے والی قومیں یا گروہ یا جماعتیں ہیں ان کی طرف جھکو مت بلکہ قائم رہو سیدھے ہو کر۔ سیدھا راستہ ہے اس کے اوپر تم اپنے مقصود کی طرف منہ کر کے

چلتے رہو۔

ظَلَمُوْا میں یہ مراد نہیں کہ یونہی کسی کو کہہ دو کہ تم ظالمانہ راہوں کو اختیار کر رہے ہو۔ یہاں یہ مراد ہے وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ کہ ایسا ظلم جس کے متعلق کھلے طور پر انسان کی عقل کہتی ہے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ مثلاً فساد پیدا کرنا، آپس میں لڑنا، مثلاً ناجائز علاقوں پر جانا، قبضہ کرنا اور وہاں قتل وغارت کرنا۔ مثلاً عالمگیر جنگیں لڑنا، دو جنگیں انسان لڑ چکا ہے۔ جو ان جنگوں کے ذمہ دار ہیں جو ان جنگوں کی تباہی سے انسان کو بچا سکتے تھے اور انہوں نے ایسا نہیں کیا ان کا ظلم بالکل ظاہر ہے۔

اب اس وقت ایک تیسری عالمگیر جنگ کا خطرہ افق کے اوپر دھندلا سا ہمیں نظر آنا شروع ہو گیا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق اور ان پیشگوئیوں کے ظہور کے قرب کی جو آپ کو اطلاع دی گئی اس کے مطابق بتایا ہے ایک نہایت ہی خطرناک جنگ کا بھی خطرہ انسان کے سامنے آئے گا۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ تیسری عالمگیر جنگ ہو گی یا چوتھی ہو گی یا پانچویں ہو گی لیکن یہ بغیر کسی شبہ کے انسان کہہ سکتا ہے کہ ہر جنگ پہلی جنگ سے زیادہ خطرناک، پہلی سے زیادہ فساد پیدا کرنے والی انسانی زندگی میں، بحیثیت انسان ساری دنیا میں جو انسان بستے ہیں وہ ہیں میرے سامنے اس وقت، ان کے لئے بہت ہی زیادہ خرابی پیدا کرنے والی ہو گی۔

مثلاً جب دوسری عالمگیر جنگ میں غالباً دو ہی ایٹم بم استعمال کئے گئے تھے لیکن ان کی تباہی بھی اتنی تھی کہ پچاس سال پہلے انسان کا دماغ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسی تباہی بھی انسان پر آنا ممکن ہے مگر آ گئی اس وقت زیادہ بنے بھی نہیں تھے۔ اس وقت ایٹم بم نے زیادہ ترقی بھی نہیں کی تھی یعنی تباہی کے جو سامان ہیں ان میں بہت زیادہ ترقی کر گیا انسان یعنی غلط راہوں پہ وہ بہت زیادہ آگے نکل گیا۔ ہائیڈروجن بم بنا لئے اور بہت سارے ہتھیار انسان کو مارنے کے لئے بنا لئے انسان نے۔

اور سوچیں تو اس کا فائدہ ان قوموں کو بھی نہیں جنہوں نے یہ ہتھیار بنائے۔ تباہی ان پر بھی اسی طرح آئے گی جس طرح ان کی طرف جھکنے والوں کے لئے خطرہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ ایسے ہتھیار بھی انسان ایجاد کرلے گا کہ علاقے سے زندگی ختم ہوجائے گی یعنی خالی انسان نہیں مرے گا بلکہ جانور بھی اور حیوان بھی، درندے بھی چرندے بھی (چرنے والے جانور) اور کیڑے مکوڑے بھی اور بیکٹیریا بھی اور وائرس (Virus) بھی۔ ہر قسم کی زندگی جو ہے وہ ختم ہوجائے گی اس ہتھیار کے نتیجہ میں۔

اس کے ایک دو نظارے ہم نے دیکھے اور اگر خدانخواستہ اس قسم کی تیسری عالمگیر جنگ ہوئی تو دنیا کے بہت بڑے علاقے ایسے ہوں گے جہاں سے نہ صرف انسان بلکہ زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ایسے ظالم جو ہیں اور یہ ظالم جو ہیں ہمیں نظر آرہے آج وہ وہ ہیں جو دنیا میں سب سے زیادہ مہذب، سب سے زیادہ آگے نکلے ہوئے۔ سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ انسان کو ڈرانے والے وہ قومیں ہیں وہ ذمہ دار ہیں اس کی۔

لَا تَرْكَنُوْٓا جو کہا گیا کہ تم نہ جھکو۔ اس کی بنیادی شکل جو بنتی ہے کہ نہیں جھکے ہم۔ وہ یہ بنتی ہے کہ ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور انسان کی تباہی کے جو سامان ہیں ان کو استعمال کرنے کی یہ جرأت نہ کرسکیں ہم میں اتنی طاقت تو نہیں کہ ہم مثلاً امریکہ کا ہاتھ پکڑ لیں یا روس کا ہاتھ پکڑ لیں یا چین کا ہاتھ پکڑ لیں یا بعض دوسری قومیں ہیں ان کا ہاتھ پکڑ لیں لیکن ہمیں خدا تعالیٰ نے یہ سمجھ تو دی ہے کہ ہم اس کا دامن پکڑیں جو ان کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں اور ہمارا یہ دعا مانگنا پوری بیداری کے ساتھ اور ہوش میں آکر اور سمجھ کے ساتھ اور یہ جانتے ہوئے علیٰ وجہ البصیرت کہ انسان تباہی کے گڑھے کے کنارے پہ کھڑا ہوا ہے اور سوائے خدا تعالیٰ کی رحمت کے اسے کوئی بچا نہیں سکتا، ہم خدا کے حضور جھکیں اور اس سے کہیں کہ اے خدا! انسان پر انسان ظلم کرنے کے لئے تیار ہے تو فرشتوں کو نازل کر۔ ان کو سمجھ عطا کر اور دنیا کے دلوں میں ایک تبدیلی پیدا کر اور نیکی کی راہ کی طرف ان کو واپس لے کے آ کہ تیرے فضل کے بغیر ایسا نہیں ہوسکتا۔

اگر ہم باقاعدگی کے ساتھ یہ دعا کریں تو خدا کی نگاہ میں ہم اس گروہ میں شامل ہونے

سے بچ سکتے ہیں لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا میں جس کا ذکر ہے۔ جو ان کی طرف جھک جاتے ہیں یعنی جو ذمہ دار نہیں لیکن ان کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔

پھر خدا کہے گا کہ میرے یہ بندے ایسے ظالموں کی طرف جھکے نہیں تھے۔ اگر جھکتے تو میرے حضور حاضر ہو کر مجھ سے عاجزانہ ان کی ہدایت کی دعائیں نہ کرتے اور ان کے دل میں یہ تڑپ پیدا نہ ہوتی کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت بچالے ورنہ انسان بڑی ہولناک تباہی اپنے سامنے اپنی افق پر اس وقت دیکھ رہا ہے۔

تو وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ جس نار کا یہاں ذکر ہے جس رنگ میں بھی یہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے اور محفوظ رہنے کے لئے جو اس نے ایک یہ بتایا ہے کہ لَا تَرْكَنُوْٓا اور لَا تَرْكَنُوْٓا کا میں نے بتایا کہ بہت ساری شکلیں بن سکتی ہیں نہ جھکنے کا اعلان عملاً لیکن بنیادی چیز یہ ہے کہ ہماری دعا خدا کے حضور خدا کی نگاہ میں ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے گی کہ جو ان کی طرف جھکے نہیں بلکہ ان کی ہدایت کے سامان مانگتے ہوئے انہوں نے بے چینی اور تڑپ کے ساتھ اور عجز اور انکسار کے ساتھ خدا کے حضور دعائیں کیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی دعاؤں کی توفیق عطا کرے اور خدا کرے کہ انسان اپنی ہی غفلتوں اور بداعمالیوں کے نتیجہ میں اور استکبار کے نتیجہ میں اور ایک حصہ انسانیت کو حقیر سمجھنے کے نتیجہ میں جو فتنہ اور فساد اور تباہی کی تیاری کر رہا ہے اللہ اسے ہدایت دے اور اس تباہی سے اور اس قسم کے خوفناک حالات سے سارے ہی انسانوں کو محفوظ رکھے۔

پچھلے خطبہ میں مَیں نے کہا تھا کہ جلسہ سالانہ کے وہ نشان جو اپنی افادیت کو پورا کرنے کے بعد باقی رہ گئے ہیں ان کو درست کر دیں آپ۔ بہت حد تک درست ہو گئے ہیں لیکن ابھی کچھ اور کام باقی ہے۔ ربوہ اس طرف توجہ کرے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱ر ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۴)

❁❁❁